OPEN ACCESS
AL-TABYEEN
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.*

ISSN (Print): 2664-1178
ISSN (Online): 2664-1186
July-Dec-2022
Vol: 6, Issue: 2
altabyeen@ais.uol.edu.pk**Email:**
OJS: hpej.net/journals/al-tabyeen/index

Marketing Control and role of State and Responsbilites: Study of Islamic Teachings

مارکیٹنگ کنٹرول اور ریاستی کردار و ذمہ داریاں، اسلامی تعلیمات کا مطالعہ

Dr. Maria Ashraf
Lecturer, Department of Quranic Studies, The Islamia University, Bahawalpur.
Zobia Sarwar
Visiting Lecturer, School of Economics, Bahawaluddin Zakaria University, Multan.

ABSTRACT

The study of Islamic economics and research has outstanding values and if the Islamic Economic system might be implemented according to the will of Allah, then there will be prosperity and progress in the Islamic countries. All the governments should follow the concepts of Islamic Economic system. It's responsibility of state that supervision mechanism and start-up monitoring of Islamic market and initiation of Islam and subsequent monitoring of the market under the intervention of state-controlled intervention and development in this secret was developed when through the Accountability Department. The order of cheating has been described and has suggested a severe punishment from the state in the false publicizing and fraud. The various parts of the reservoir have been described and finally the state options have been set up of deduction.

Keywords: Islamic Economics, mechanism, subsequent monitoring, publicizing

تعارف

مارکیٹ لوگوں کی لین دین کی حقیقی یا اعتباری جگہ کو کہتے ہیں کیونکہ وہاں مالی معاملات اور تجارتی سودوں کو حتمی شکل دی جاتی ہے کسی مخصوص جگہ کے بغیر نجی ملکیت کا مسئلہ بھی ابتری کا شکار رہتا ہے اور ایسے ہی پیداوار اور سرمایہ کاری کے حوالے سے مقابلے کی فضاء سست پڑ جاتی ہے اسی لئے اسلام نے بازار پر بہت توجہ اور اہمیت دی ہے اسلام نے آغاز میں ہی رزق کی تلاش میں سفر اور محنت اور تجارت کو بطور ذریعہ معاش اپنانے کی ترغیب دی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللهِ﴾[1]

اور جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔

نیز ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾[2]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ، لین دین ہونا چاہیے آپس کی رضامندی سے۔"

الغرض قرآن میں بہت سے مقامات پر تجارت پر زور دیا گیا ہے۔ اسلام میں مارکیٹ بالکل آزاد ہوتی ہے اور مقابلے میں فضا ہر شخص محنت کرنے میں آزاد ہے اور مارکیٹ کے معاملات میں کسی کو مداخلت کا حق نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "بیع تو آپس کی رضامندی سے منعقد ہوتی ہے"۔[3]

چنانچہ بیع ایک رضامندی کا معاہدہ ہے جس کا انحصار کسی اور فریق کی مداخلت کے بغیر صرف خریدار اور

---

[1] الجمعہ، 10:62
Al-Jumā,62:10

[2] الحجرات، 12:49
Al Hūjrāt49:12

[3] ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، السنن ابن ماجہ (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1305ھ)، ابواب التجارات، باب بیع الخیار، 2:15
Abu Abdullāh, Muhammad bn yāzeed Ibne Majā (Beroūt,: Dār Tayyab, 1305),2:15.

فروخت کنندہ کی رضامندی پر ہے دیگر مالی معاملات اور معاہدات کو بیع پر قیاس کیا جائے گا علاوہ ازیں خرید وفروخت کے بحث ومباحثہ اور قیمت کم کرانا بھی اسلام میں مارکیٹ کی آزادی کی واضح دلیل ہے لیکن اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ مارکیٹ کے معاملات میں ریاست کا کوئی کردار نہیں بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ مارکیٹوں میں عوام کی اقتصادی سرگرمیوں کی نگرانی ریاست کی ذمہ داری ہے تاکہ معاملات کو اسلامی تعلیمات، احکام اور قیود کے دائرہ کار میں رکھا جاسکے مارکیٹ کے لئے عربی میں "سوق" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

مارکیٹ کے معانی ومفاہیم

خرید وفروخت کی جگہ یعنی وہ جگہ جہاں لوگ خرید وفروخت کے لئے سامان لے کر آتے ہیں[1]: سوق کی جمع "اسواق" ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالُوا مَالِ هَٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا﴾[2]

"کہتے ہیں یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے؟"

عہدِ نبوی میں بازاروں کی نگرانی

جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو مسجد کی تعمیر کے بعد مسلمانوں کی لئے بازار قائم کیا اور ایک مفت کشادہ جگہ تلاش کرکے بازار کے لئے متعین کیا ور پاؤں سے نشانات لگا دیئے اور فرمایا:[3]

"تمہارا بازار ہے اس میں نہ تو مال کم دیا جائے گا اور نہ ہی اس میں محصول (ٹیکس) عائد کیا جائے گا"

اسی لئے آپ ﷺ نے بازار کی نگرانی، دیکھ بھال اور نظم وضبط کی ذمہ داری خود سنبھالی اور قواعد وضوابط وضع کئے اور اخلاقیات کی تعلیم دھوکہ، فراڈ، ناانصافی، سود اور ذخیرہ اندوزی جیسے ناجائز معاملات سے بازاروں کو پاک

---

[1] مولوی فیروزالدین (لاہور: فیروزاللغات، فیروز سنز، س ن)، 820

Molvī,Feroz Deen, Ferooz Luggat(Lahore,Feroz Sons),820.

[2] الفرقان، 7:25

Al.Fūrqān:7:25

[3] ابن ماجہ، السنن، ابواب التجارات، باب الاسواق ودخولھا، 2:28

Ibn e Majā, Al Sunnūn, 2:28.

کیا اور ایسے ہر تسلط کا خاتمہ کیا جو کسی امتیاز کی وجہ سے بازار پر اثر انداز ہو سکتا تھا. اور تواتر کے ساتھ رسول اللہ اپنی ضروریات کے لیے اور بازار کے حالات کا جائزہ لینے، لوگوں کو احکام خداوندی کی یاددہانی اور دعوت کی لئے بازاروں میں آمدورفت رکھتے تھے[1]۔

2-عہد فاروقی میں بازاروں کی نگرانی

آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین آپ کے نقشِ قدم پر چلتے رہے چنانچہ ابتدائی دور میں تو حکمران اور گورنر بازاروں کی نگرانی اور خبر گیری از خود کرتے رہے۔ حضرت عمر فاروقؓ اپنا مشہور درہ لیکر بازاروں کا چکر لگایا کرتے تھے لوگوں کی راہنمائی کرتے اور اخلاق عالیہ کی تلقین کرتے، دوسرں کو نقصان پہنچانے سے باز رکھتے، نرخوں پر کڑی نظر رکھتے، ذخیرہ اندوزیسے لوگوں کو باز رکھتے اور دھوکہ دہی کے مرتکب افراد کو سزائیں دیتے تھے[2]۔

3-عہد عثمانی میں بازاروں کی نگرانی

اس معاملے میں سب سے زیادہ دلچسپی حضرت عثمان غنی کے حصے میں آئی وہ از خود مسلمانوں کی خبر گیری کیا کرتے تھے بازار کے معاملات کی نگرانی کرتے، نرخوں کے متعلق پوچھ گچھ کیا کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ انہوں نے مختلف علاقوں کے گورنروں، سپہ سالاروں، ائمہ مساجد اور بیت المال کے خزانچیوں کو ایک خط لکھا جس میں انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاکید کی، اللہ اور رسول کی اطاعت، اتباع دین اور بدعات سے بچنے کی ترغیب دی۔

4-علوی عہد میں بازاروں کی نگرانی

حضرت علیؓ اپنے دورِ خلافت میں اکیلے بازاروں میں چکر لگاتے، بھٹکے ہوئے لوگوں کی راہنمائی کرتے، کمزوروں

---

[1] ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی، الجامع لاحکام القرآن (بیروت: دار الکتب العربی، 2001ء)، 13:5

Abu Abdūllāh, Muhhmad bin Ahmad, Alqūrtbī, Aljāmī lihakām ul Qūrān, (Beroūt:Dār Tayybā,2001),5:13.

[2] ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، تاریخ الطبری (تاریخ الامم والملوک) (بیروت: دار سویدان، 1387ھ)، 4:213

Abu jaffar Tabrī ,Tārikh Tabri (Beroūt: Dār Sweedān,1387),4:213

کی مدد کرتے، تجروں اور دکانداروں کو قرآن کھول کھول کر یہ آیت پڑھ کر سناتے

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾[1]

"وہ آخرت کا گھر تو ہم ان لوگوں کے لئے مخصوص کر دیں گے جو زمین میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے اور نہ فساد کرنا چاہتے ہیں اور انجام کی بھلائی متقین ہی کے لیے ہے۔"

مفسرین کے مطابق یہ آیت متواضع، منصف حکمرانوں، طاقتور اور صاحب قدرت عوام الناس کے بارے میں نازل ہوئی ہے اسی طرح رسول اللہ اور خلفائے راشدین بازار کے معاملات کو نہایت توجہ اور اہمیت دیا کرتے تھے۔

5-عہد بنو امیہ میں بازاروں کی نگرانی

بنوامیہ کے حکمرانوں اور گورنروں نے ابتدائی دور کے آئمہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے بازار کے معاملات کی نگرانی کی جیسا کہ طبری نے نقل کیا کہ ولید بن عبد الملک خود بازار جاتے، خرید و فروخت کرتے اور دکان داروں کے ساتھ قیمتوں پر بحث کرتے۔

خلفائے راشدین کے مکمل دور اور بنوامیہ کے ابتدائی دور میں بازاروں اور ناپ تول کے معاملات کی نگرانی اور دیکھ بھال پر مامور انتظامیہ کو "عامل علی السق" یا "صاحب السوق" کا لقب دیا جاتا تھا اور دور اموی کے اخیر میں "محتسب" کا لفظ استعمال کیا جانے لگا رسول اللہ، خلفائے راشدین اور انکے بعد فرمانرواؤں کی طرف سے بازاروں کی نگرانی ہی بعد ازاں محکمہ احتساب کے قیام کی بنیاد بنی.

6۔ محکمہ احتساب کے ذریعے بازاروں کی نگرانی

جب خلافت اسلامیہ کا دائرہ کار وسیع ہوا اور مسلمانوں کے مفتوحہ علاقوں کے دیگر اقوام کے ساتھ تعلقات قائم ہوئے اور لوگوں کی اقتصادی زندگی میں بہتری آئی اور تجارت کو عروج حاصل ہوا بازار، مارکیٹیں اور کارخانے وجود میں آئے جس کے نتیجے میں مذہبی اقدار اور ایمان میں کمزوری آگئی لوگوں کے درمیان بدسلوکی عام ہو

---

[1] القصص،83:28
Al Qassas:83:28

گئی، حرام کمانے میں لاپرواہی آگئی، فضول خرچی، عیاشی اور عوام وخواص کھیل کود اور بد چلنی میں مبتلا ہو گئے لہذا اس بات کی ضرورت پیش آئی کہ معاشرے کو ایسی بنیادوں پر استوار کیا جائے جو معاشی اور معاشرتی اضطراب سے پاک ہو چنانچہ نظام احتساب بتدریج ترقی کرتا رہا بالآخر ایک قانونی شکل اختیار کر گیا اور "حسبہ" کے نام سے مشہور ہوا اور اسے نظام عدلیہ اور نظام استغاثہ کے ماتحت ایک اسلامی محکمہ کی حیثیت حاصل ہو گئی اور عباسی خلفاء نے احتساب کو بہت اہمیت دی اور ابتدائی دور میں اس "ولایۃ الحسبۃ" کے نام سے ایک الگ محکمہ کی حیثیت دی تھی اور اس کے ذمہ دار کو محتسب کہا جاتا تھا محتسب کو بیت المال میں سے فراوانی اور تنگی کے تناسب سے وظیفہ جاری کیا جاتا تھا۔[1]

اسلام میں بنیادی طور پر احتساب کا تعلق امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے ہے جو کہ دین اسلام کا سب سے بڑا محور و مرکز ہے اور احکام خداوندی کا اہم حصہ ہے اور تمام انبیاء کے لائے ہوئے دین کا حصہ ہے۔[2]

اس فریضے کو انجام دینے والوں کی اللہ نے یوں تعریف بیان کی ہے:

﴿وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُون﴾[3]

”تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔“

اسلام میں ادارہ احتسابِ مارکیٹنگ کی ذمہ داریاں

بازاروں کے حوالے سے محتسب کی درج ذیل ذمہ داریاں ہیں:

[1] مصطفی بن عبد اللہ حاجی خلیفہ، کشف الظنون (بیروت: دارالفکر، 1402ھ)، 1:15

Mustfā bin Abdullāh Hajī Khlifā, Kashf Alzānoon (Beroūt: Dar ul Fikar,1402),1:15

[2] ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، احیاء علوم الدین، (مصر: دار احیاء الکتب العربیہ)، 2:302

Abu Hāmid Hummād bin Muhammad Al Gazāī, Ahya ul Uloom (Missar: Dār Ahyā alkūtāb Al Arbia),2:302.

[3] آل عمران، 104:3

Al-Imrān:3:104

1-بازاروں اور راستوں کی دیکھ بھال:

بازاروں اور راستوں کی نگرانی اور انہیں اونچا اور وسیع کرنا بھی محتسب کے فرائض میں شامل ہے تاکہ لوگ آسانی اور سہولت کے ساتھ آمدورفت جاری رکھ سکیں نیز ہر شعبے کی مصنوعات کا ایک ماہر نگران مقرر کرے جو ان مصنوعات کے معاملات اور ان کی دھوکہ دہی کے طریقوں سے واقف کو اور امانتدار ہو جو تمام تجارتی اشیاء کی نگرانی کرے اور قیمتوں کو مستحکم رکھے۔[1]

2-ناپ تول کی نگرانی:

محتسب ناپ تول میں کمی کی روک تھام کو یقینی بنائے اور اگر اسے بازار کے ترازو اور پیمانوں میں شک وشبہ ہو تو ان کی جانچ پڑتال اور پرکھ بھی سکتا ہے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ترازو کی چیکنگ کے بعد مہر لگادی جائے اور تمام لوگوں کو مہر زدہ ترازو کے استعمال کا پابند کر دیا جائے۔[2]

3-سامان فروختگی اور مصنوعات میں ملاوٹ کی روک تھام:

محتسب کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ معاملات میں فراڈ،کھانے پینے،لباس،برتنوں اور دیگر سازو سامان میں ملاوٹ،غلط بیانی،عیب،خیانت،مکروفریب اور دھوکے سے بچاؤ کو یقینی بنائے۔[3]

4-تجارتی کرنسی کی نگرانی:

کرنسی کی تجارت سے بھی روکے کیونکہ اس میں بے شمار خرابیاں ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا بلکہ

---

[1] عبدالرحمن بن نصر،نہایۃ الرتبۃ فی طلبۃ الحسبۃ(بیروت:دارالثقافۃ،2005)،12,11

Abdul Rehmān bin Nasar Al- Sherāzī, Nihayā alrūtbāt fi Tālb alhabsā, (Beroūt :Dār Saqafā,2005) , 12.

[2] علی بن محمد بن حبیب الماوردی،الاحکام السلطانیہ والولایات الدینیہ(بیروت:دارالکتب العلمیہ،1398ھ)،316

Ali bin Muhammad Al mawardi, Al Ahkam al Sultania, (Beroūt :Dar Kūtab ,1398),316.

[3] احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ،الحسبۃ فی الاسلام(بیروت:دارالمعرفہ،2003)،11-13

Ahmad bin Haleem Ibn e Taymia,,Alhibsā fi Islam (Beroūt :darūl muārafā,2003) , 13

کرنسی کو بطور سرمایہ استعمال کرکے ذریعہ تجارت بنائے اسے مال تجارت نہ بنایا جائے۔[1]

5-ناجائز لین دین پر نظر رکھنا:

اس عنوان میں تمام ناجائز معاملات اور فاسد بیوع شامل ہیں جن سے رسول اللہ نے منع فرمایا ہے مثلاً واضح یا حیلہ بازی سے کئے جانے والے سودی معاملات، بیع ملامسہ، بیع منابذہ اور بیع نجش یعنی سامان میں ایسی چیز شامل کر دینا جسے خریدار خریدنا نہیں چاہتا۔

ایسے ہی اگر کسی شخص کو پائے جو نرخ کم کرکے مارکیٹ میں خرابی پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کہے کہ لوگوں کے ساتھ ہم آہنگی اختیار کرو یا اٹھ جاؤ۔[2]

6-ذبح کرنے والوں اور قصائیوں کی نگرانی:

جو احکامات حدیث میں بیان ہوئے ہیں انکے مطابق ذبح کرے ذبح میں دوشہ رگ، نرخرہ اور حلقوم کو کاٹنا ضروری ہے بکری ٹھنڈا ہونے اور روح نکل جانے تک کھال اتارنا جائز نہیں دانت اور ناخن کے علاوہ ہر چیز سے ذبح کیا جاسکتا ہے کیونکہ رسول اللہ نے ان دونوں سے ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے۔[3]

7۔دھوکہ دہی سے بازار کی حفاظت:

تجارتی دھوکہ دہی کے افراد اور سماج کے لیے نقصانات اور خطرات کے پیش نظر آسمانی شریعتوں میں اس سے بچنے اور ممانعت کو بہت اہمیت دی ہے سب سے پہلے اسلام نے سینکڑوں سال پہلے دھوکہ دہی کی حرمت، اس سے بچنے اور کنارہ کشی کے حوالے سے حفاظتی نظام مقرر کیا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ

---

[1] عبدالرزاق المحصان، الحسبتہ، (بغداد: مکتبہ التقیض، 1365ھ)، 116،117

Abdul Razzāq Al-Mihsān, Al Hisbbā (Berout,:Dār ul Marfā, ,1365), 117.

[2] یحییٰ بن عمر الکنانی، احکام السوق (تونس: الشرکتہ التونسیہ، 1975ء)، 104

Yahyā bin Umar Al Kinani, Ahkām Al Sooq（Teuonas :Al Shirkā Al TesoonĪā,1975), 104

[3] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح (ترکی: المکتبہ الاسلامیہ، 1979ء)، 2:266

Muhammad bin Ismāil Al-BūkhārĪ,,Al Jmiā Al sahih(Tūrkey:Maktbā Islamiā 1979),2:266

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ[1]

"اے میری قوم! وزن اور پیمانے پورے کرو، لوگوں کو انکی چیزوں میں گھاٹا نہ دو اور زمین میں فساد برپا نہ کرو"

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"جو شخص عیب دار چیز فروخت کرے اور اسکی وضاحت نہ کرے وہ ہمیشہ اللہ کے غضب کا شکار رہتا ہے اور فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں"[2]

نیز دھوکہ دہی ہمدردی کے خلاف ہے جو مومن کی اہم صفت ہے چنانچہ دھوکہ و فریب کی تمام صورتیں جنہیں تاجر، عطر فروش، کپڑا فروش، سنار، منی چینجر، صنعت کار، دوکاندار، دستکار اعر ملازمین اختیار کرتے ہیں سب بلاشبہ حرام ہیں، ان کا مرتکب فاسق، دھوکے باز، خائن ہے اس کا عذاب اسی کی گردن پر ہے۔

8۔ جھوٹی تشہیر کے ذریعے سامان تجارت کو فروغ دینے سے گریز کرنا:

دھوکہ دہی اور فریب کی ممانعت سے اسلام کا مقصد بازار کو دھوکہ دہی، غلط بیانی، ظلم اور دوسروں کے مال کو ناجائز طریقوں سے بازار کی حفاظت ہے اور نرخوں کے فطرتی نظام کی بقاء اور ایسی کسی بھی مداخلت کی روک تھام مقصود ہے جو بازار کی آزادی کے لیے باعث خلل اور قیمتوں پر اثرانداز ہو درج ذیل حدیث سے یہ معاملہ بہت واضح ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص سے مسلمانوں کی قیمتوں میں دخل اندازہ گرامی کی غرض سے کی اللہ تعالیٰ اس کا روز قیامت دوزخ کے بڑے حصے میں ٹھکانہ بنائیں گے"[3]

آج کل جو اشیاء فروخت اور سامان تجارت کی تشہیر کے لیے مختلف قسم کے اعلانات اور ترغیب کے متعدد

---

[1] ہود، 85:11

Hood:85:11

[2] ابن ماجہ، السنن، 2:31

Ibn e Majā, al Sūnan2:31.

[3] احمد بن حنبل، المسند (بیروت: دار صادر، س ن)، 27:5

Ahmad Bin Hanbal,Al Musnad (Beroūt: Dār Nashar)27:5

ذرائع اختیار کیے جاتے ہیں تشہیری ذرائع سے بہت فائدہ اٹھایا جاتا ہے ریاست کی ذمہ داری ہے کہ سامان میں ملاوٹ، خرابی یا اس کے ناقابل استعمال ہونے سے واقف ہونے کے باوجود اس کی تشہیر یا ترغیب دینے والوں کا مواخذہ کرے نیز ترغیب و تشہیر کرنے والے کو خوف خدا دل میں رکھنا چاہیے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ﴾[1]

”جھوٹ وہ لوگ گھڑ رہے ہیں جو اللہ کی آیات کو نہیں مانتے، وہی حقیقت میں جھوٹے ہیں"

لہذا اسلام کمانے میں مسابقہ کی حوصلہ افزائی کرتا ہے بشرطیکہ اس میں دھوکہ دہی نہ ہو اور مقابلہ ہمدردی اور راہنمائی کی بنیاد پر ہو اور شخصی اغراض عوامی خواہشات کا قتل نہ کریں اور نہ ہی معاشرے کو انارکی، خود غرضی اور خون ریزی کی طرف دھکیلے۔

”بلاشبہ مغربی نظام میں تنافس و مقابلہ ایک بھیانک شکل اختیار کر گیا ہے جس نے ایک ایسے ذخیرہ اندوز گروہ کو جنم دیا ہے جو ہر قسم کی اخلاقی قیود اور انسانی اقدار سے عاری ہے جو تباہی کے گڑھے میں گر چکا ہے یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے لیے مساوی مواقع ناپید ہو گئے ہیں اور تنافس و مقابلہ مر کر قبر میں چلا گیا ہے اور جعلی دوڑ باقی رہ گئی ہے۔[2]

9۔ ریاست کی طرف سے دھوکے باز کی سزا:

بازاروں کی نگرانی اور بازار کے معاملات اور خرید و فروخت کی جانکاری ریاست کا فریضہ ہے لہذا بازاری دیکھ بھال اور نگرانی کے لیے کسی قابل اعتماد اور صاحب قوت شخص کا تعین کرنا بھی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

یحییٰ بن عمر اپنی کتاب "احکام السوق میں رقمطراز ہیں:

”چاہیئے کہ اپنی عوام کے بازاروں پر نظر رکھے اور کسی قابل اعتماد اور اپنے شہر سے واقف شخص کا تقرر کرے جو بازار کی دیکھ بھال رکھے اور ان کے بٹے،، ترازو اور پیمانے جانچتا رہے۔[3]

[1] النحل،105:16

Al Nahal:105:16

[2] عیسیٰ عبدہ، احمد اسماعیل یحییٰ، العمل فی الاسلام، 11

Essā, Abdahā, Ahmad bin Ismāil Yahyā, Al Ammāl fi Islām,11.

[3] الکنانی، احکام السوق، 31

Al KatānĪ, Yahya Bin Umar, Al Sooq,:31.

جبکہ شیزری فرماتے ہیں:

"محتسب ناپ تول میں کمی کرنے والے یا کسی سامان یا صنعت میں جعل سازی کے مرتکب کو پائے تو اس سے توبہ کروائے اور اسی سمجھائے، خوف خدا دلائے اور سزا اور تعزیر سے ڈرائے اگر وہ دوبارہ ایسا کرے تو جرم کے بقدر اسے مناسب سزا دے۔[1]

(ب) ذخیرہ اندوزی کی روک تھام میں ریاست کی مداخلت:

10۔ تنگی کے زمانے میں سال بھر کا غلہ خرید کر ذخیرہ کرنا:

بعض فقہاء کے ہاں ممنوعہ ذخیرہ اندوزی کی صورت یہ بھی ہے کہ تنگی کے زمانے میں کوئی شخص پورے سال کا غلہ خرید کر ذخیرہ کر لے۔ چنانچہ یحیٰی بن عمر سے پوچھا گیا کہ:

"اگر ایسا شخص جو گندم کے کاروبار سے وابستہ بھی نہ ہو اور ذخیرہ اندوزی کے حوالے سے مشہور نہ ہو وہ صرف سال بھر کا غلہ خرید کرتا ہو اور وہ تنگی کے زمانے میں سال بھر کا غلہ خریدنا چاہتا ہے! آپ کے خیال میں کیا اسے اس کی اجازت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اگر قیمتیں سستی ہوں اور بازار کے لیے نقصان دہ نہ ہو تو لوگوں کو آزادی ہے کہ وہ مال خرید کر ہوٹلوں یا گھروں میں یا جہاں جی چاہے ذخیرہ کریں"[2]

عصر حاضر میں سرمایہ دارانہ ممالک کی اقتصادیات میں ذخیرہ اندوزی کا عمل دخل بڑھ گیا ہے اور اسکے حجم اور صورتوں میں خطرناک اضافہ ہوا ہے اور ذخیرہ اندوز طبقہ تمام تر صنعتی، تجارتی، ٹرانسپورٹ اور بینکنگ شعبوں پر قابض ہے لیکن ذخیرہ اندوزی اور اجارہ داری کی اصل طاقت محض بعض صنعتی شعبوں اور ان کی مارکیٹوں پر تسلط سے کہیں زیادہ ہے چنانچہ محض ایک کمپنی یا چند کمپنیوں کی یونین پیداوار کی ایک بھاری مقدار پر قابض اور اجارہ داری ہونے کی وجہ سے چاہے طویل عرصے بعد ہی سہی مگر مصنوعات کی قیمتوں اور شرح منافع کے تعین پر پوری طرح قابض ہو چکی ہیں جس کی بدولت وہ اقتصادی حالات کے ہر بندھن سے آزاد ہیں نیز ان کمپنیوں کی مالیاتی

---

[1] الشیرازي، نہایۃ الرتبۃ فی طلبۃ الحسبۃ، 9

Al Sherāzī, Abdūl Rehmān bin Nasar, Nihayā, 9.

[2] الکنانی، احکام السوق، 116، 115

Al Katāni, Yahyā Bin Umar, Al Sooq, 115.

یونینز متعدد بینکوں، صنعتی اور تجارتی کمپنیوں اور باہمی منسلک ٹرانسپورٹ کمپنیوں پر بھی قابض ہیں چنانچہ اکثر سرمایہ دارانہ ممالک میں چند ایک مالیاتی کمپنیاں صنعتی اور مالی شعبوں کے ایک بہت بڑے حصے پر قابض ہیں۔[1]

ذخیرہ اندوزی کے متعلق اسلام کا نظریہ:

اسلام کی رو سے ایسا شخص گناہگار ہے جو مال کو روک کر اور فروخت نہ کر کے قیمتیں بڑھاتا ہے اور اس ذریعے سے حاصل کردہ مال حرام ہے اس کا ثبوت کتاب اللہ، سنت رسول اور اقوال صحابہ سے ملتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾[2]

"اس (مسجد حرام) میں جو بھی راستہ سے ہٹ کر ظلم کا طریقہ اختیار کرے گا اسے ہم دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے"

مفسر طبری نے اس آیت مبارکہ کی ایک تفسیر میں لکھا ہے کہ: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مکہ مکرمہ میں ذخیرہ اندوزی کیا کرتے تھے۔[3]

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ:

"جس شخص نے غلہ ذخیرہ کیا اور پھر اصل سرمایہ اور نفع صدقہ کرے تو بھی اس کا گناہ معاف نہیں ہو گا"[4]

---

[1] عادل عبدالمہدی، حسن المہوندی، الموسوعۃ الاقتصادیۃ، (بیروت: دارابن خلدون، 1980ء)، 25

Adil Abdūl Mahdī,Hassan Almohandi,Al moosoā Al Iqtsadiā (Beroūt :Dār Ibn e Khālidoon, ,1980), 25

[2] الحج، 25:22

Al Hajj:22:25

[3] ابو جعفر محمد بن جریر طبری، الجامع البیان (بیروت: دارالفکر، 1405ھ)، 141:10

Abū Jafar,Muhammād bin Jareer Al Tibrrī, Al Jami Bayyān(berout: Dārūl Fikar, 1405),10:141.

[4] عبداللہ بن محمد ابن ابی شیبہ، المصنف، (الہند: دارالسلفیہ، 1979ء)، 103:6

یہ حدیث ذخیرہ اندوزی کی ممانعت پر دلالت کرتی ہے۔ذخیرہ اندوزی بے شمار برائیوں کا ذریعہ ہے مثلاً لالچ، استحصال، خود غرضی، شخصی مفادات پر اجتماعی مفادات کو قربان کرنا، معاشرے میں نفرت اور تنازعات کی آگ لگانا اور ایسے تعمیری مقابلے کا قتل جو پیداواری ترقی، صنعتی اور تجارتی ترقی، پیش رفت کا اور نرخوں میں کمی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں: " علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کسی کے پاس غلہ ہو اور لوگوں کو اس کی شدید ضرورت ہو اور اس غلے کے سوا اور کچھ دستیاب نہ ہو تو اسے غلہ بیچنے پر مجبور کیا جائے گا تاکہ لوگوں کو تکلیف سے بچایا جاسکے۔[1] ارشاد ربانی ہے:

﴿وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مِرْفَقًا﴾[2]

"اور تمہارے کام کے لیے سروسامان مہیا کر دے گا"

مرافق، مرفق کی جمع ہے یعنی وہ چیز جو نفع مند اور مفید ہو۔"مرافق المدینتہ" جس کا معنی شہری عوام جس سے فائدہ اٹھائے جیسے ذرائع نقل و حمل پانی اور روشنی۔معاشرے کے لیے بہتر یہ ہوتا ہے کہ ریاست چند مخصوص اور اہم شعبوں کو متعلقہ حکام کے ذریعے اپنے زیر انتظام اور کنٹرول لے آئے جیسے چند یا اکثر عوامی ضروریات پر کنٹرول مثلاً بجلی کی پیدائش، واٹر سپلائی، ڈاک، ریلوے، ایوی ایشن اور مواصلاتی ذرائع۔لہذا فطرتی طور پر یہ اور اس طرح کے دیگر منصوبوں کو آزادانہ مقابلے میں چھوڑ کر مقاصد حاصل کرنا نہایت دشوار ہے لیکن جب ریاست انکو کنٹرول کرے گی تو نہایت کم اخراجات اور بہترین طریقے اور ذرائع سے انہیں چلا سکتی ہے اور یہ ذخیرہ اندوز طبقے سے لوگوں کا تحفظ، ظالموں کے ظلم اور دھوکہ دہی سے نجات دلا سکتی ہے۔" ایسے ہی صنعت کاروں یا صارفین کی وہ تمام مارکیٹنگ تنظیمیں جو نقصان کی بجائے لوگوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے قائم کی گئی

Abdūlllāh, bin Muhammad Ibn e Shibā, Almusanaf (Al hinad :Dār Al Salfiā,1979),6:103

[1] یحیٰی بن شرف النووی، شرح صحیح مسلم (بیروت: دار احیاء التراث العربی)، 43:11
Yahyā bin Sharaf Al Noovi,Sharah Sahih Mūslim (beroūt: Dār Ahya ul Tarās Al arbī),11:43.

[2] الکھف 16:18
Al Kahaf:16:18

ہیں ان کا عمل بھی اجارہ داری نہیں کہلاتا۔[1]

نرخوں کے تعین میں ریاست کی مداخلت:

نرخ بندی کا معنیٰ ہے "قیمت مقرر کرنا، قیمت کا فیصلہ کرنا" عربی میں اسکے لیے "تسعیر" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔" بازار کے حاکم و منتظم کا اشیاء خوردنی کے فروخت کنندہ کے لیے متعین درھم کے عوض مبیع کی متعین مقدار مقرر کرنا۔[2]

فقہاء کرام نے تسعیر کی دو اقسام بیان کی ہیں:

اول۔ بازار کی قیمت سے کم قیمت سے فروختگی سے روکنا:

اس قسم کی نرخ بندی صرف بعض مالکی فقہاء کے ہاں جائز ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بازاری نرخوں سے کم پر لین دین کرے تو منتظم کو اس کو دو باتوں کا اختیار دے گا یا تو اہل بازار کی طرح انہی کے نرخوں پر فروخت کردیا اس بازار میں لین دین چھوڑ کر آزاد سے نکل جاؤ۔ یعنی حاکم اسے بازاری نرخوں پر فروخت کرنے پر مجبور نہیں کرے گا۔[3]

یحیٰی بن عمر فرماتے ہیں: جو شخص بازار کے نرخوں سے کم پر لین دین کرے اسے بازار سے نکال دیا جائے گا۔[4]

حاطب بن ابی بلتعہ بازار کے نرخوں سے کم پر کشمش بیچ رہے تھے تو عمر بن الخطاب نے انہیں حکم دیا کہ وہ

---

[1] محمد عبدالمنعم، السیاسۃ الاقتصادیۃ فی الاسلام (مصر: اتحاد الدولی لبنوک الاسلامیہ، 1400ھ)، 78

Muhmmad Abdil Mūnim,Al Syāsiah,Al Iqtisadiā,(Missar:Ithād lnbook, 1400), 78.

[2] ابوعبداللہ محمد الانصاری التونسی، شرح حدود ابن عرفہ (تونس: المطبعۃ التونسیہ، 1250ھ)، 278

Abū Abdūllāh Muhmmad Ansārī Al Toonsi,,Sharah Hadood abn e Arafā (tiūnas: Matbā Toonsiā, 1250), 278.

[3] یحیٰی بن عمر، احکام السوق، 44

Yahyā bin Umar, Ahkām Alsooq,44

[4] یحیٰی بن عمر، احکام السوق، 44

Yahyā bin Umar, Ahkām Alsooq,44

لوگوں کے ساتھ مل جائیں ورنہ بازار سے اٹھ جائیں۔[1]

ثانی-اعلیٰ حد کے تعین کی صورت میں نرخ بندی:

معاصر معاشیات دو قسم کے معاشی نظام کی وضاحت کرتی ہیں۔

سرمایہ دارانہ نظام: جہاں مارکیٹ کی قوتوں سے قیمت طے کی جاتی ہے اسی لیے اسے مارکیٹ کا نظام کہا جاتا ہے اور معاشیات میں اسے مارکیٹ کی معیشت کہا جاتا ہے۔

سوشلسٹ نظام: جس میں قیمت ریاست کے فیصلوں کے ذریعے طے کی جاتی ہے اس لیے اسے نظام مداخلت کہا جاتا ہے۔

جدید سرمایہ درانہ نظام میں انکے بارے میں دو اقوال ہیں:

قول اول: ریاست کو بوقت ضرورت منصفانہ قیمتوں کا تعین کرنے کا اختیار ہوتا ہے اکثر احناف اسی کے قائل ہیں., بعض مالکیہ اور بعض شوافع کا بھی یہی قول ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ نیز سعید بن مسیب اور متاخرین زیدیہ. کا بھی یہی قول ہے۔[2]

قول ثانی: اس قسم کی نرخ بندی علی الاطلاق ناجائز ہے۔ بعض احناف کا یہی قول ہے. اور امام مالک کا قول اور انکے بعض اصحاب کا مختار مذہب شوافع کا صحیح مذہب اور حنابلہ کا مشہور قول یہی ہے۔ نیز ابن حزم ظاہری, شیزری اور شوکانی کا یہی مذہب ہے۔[3]

یعنی جمہور علماء نے نرخ بندی کے عدم جواز پر کتاب و سنت سے استدلال کیا ہے۔

---

[1] ابو الولید سلیمان بن خلف الباجی، المنتقی، (بیروت: دار الکتب العربی، 1332ھ)، 17:5

Abūl Wāleed, Sūlman bin Khalaf Al Bajī, Al Muntqā (Beroūt: Dār Nashar al kutab Al arbī, ,1322),5:17.

[2] ابو بکر احمد بن عمرو، البحر الزخار (المدینۃ المنورہ: مکتبۃ العلوم والحکم، 2014ء)، 318:3

Abū Bakar Ahmad bin umar, Al Bahar Alzakhāār (Almadianā :Maktbā Alaloomulhikam 2014),4:328.

[3] محمد بن علی الشوکانی، نیل الاوطار (بیروت: دار الفکر، 1982ء)، 335:5

Muhmmad bin Ali Shookani,,Nail Aootār, (Berout,: Dār ul Fikar, 1982),5:355

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ﴾[1]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ، لین دین ہونا چاہیے آپس کی رضامندی سے"

اس آیت کی رو سے معاملات اور لین دین میں جانبین سے رضامندی ضروری ہے اور نرخ رضامندی کے منافی ہے کیونکہ اس میں فروخت کنندہ کو ایسی قیمت پر فروخت کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔[2]

اسی طرح نرخ بندی سے متعلق ایک حدیث میں یوں وضاحت ہے:

حضرت انس سے مروی ہے:"رسول اللہ کے زمانے میں گرانی بڑھ گئ تو لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول کوئی مناسب نرخ مقرر کر دیجیے تو رسول اللہ نے فرمایا: نرخ مقرر کرنے والا تو اللہ ہی ہے، وہی روزی تنگ کرنے والا اور روزی میں اضافہ کرنے والا ہے اور روزی مہیا کرنے والا ہے اور میری خواہش ہے کہ جب اللہ سے ملو تو مجھ سے کسی جانی ومالی ظلم وزیادتی کا کوئی مطالبہ کرنے والا نہ ہو۔[3]

اس حدیث سے نرخ بندی کا عدم جواز معلوم ہوتا ہے۔

البتہ جو علمائے کرام نرخ بندی کے قائلین ہیں وہ فقہائے کرام کے اقوال سے یہ دلیل اخذ کرتے ہیں:

ہدایہ میں مذکور ہے کہ "پس اگر غلے والے تحکم کرتے ہوں اور قیمت سے حد سے زیادہ تجاوز ہوں اور ہوں اور قاضی بھاؤ مقرر کیے بغیر مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت سے عاجز آجائے تو اس وقت اہل بصیرت ورائے کے مشورے سے نرخ مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[4]

---

[1] النساء،29:4
Al Nissā:4:29

[2] الشوکانی، نیل الاوطار،335:5
Shookani ,Nail Aootār,5:355

[3] ابن ماجہ، السنن،741:1، حدیث 2200
Ibne Majā, Sūnnan,:Hadith:2200

[4] المرغینانی، الہدایۃ،59:10

ابن القیم جوزی فرماتے ہیں کہ: "خلاصہ یہ ہے کہ اگر نرخ بندی کے بغیر لوگوں کے مفادات کا تحفظ کرنا مشکل ہو تو بغیر کمی بیشی کے منصفانہ قیمتوں کا تعین کرنا جائز ہے"۔[1]

نتائج تحقیق

1۔ اسلامی نظام معیشت واحد نظام ہے جو افراد اور جماعت دونوں کے حقوق کو پورا پورا تحفظ فراہم کرتا ہے اسلامی معیشت نہ تو اشتراکی نظام معیشت کی طرح افراد کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے اور نہ ہی سرمایہ دارانہ نظام کی مانند افراد کو بغیر کسی اخلاقی اور قانونی قید کے ہر حرام اور حلال طریقے سے مال و دولت سمیٹنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

2۔ اسلامی نظام معیشت میں بازاروں کی نگرانی کو باقاعدہ حکومت کی ذمہ داریوں میں شمار کیا گیا ہے، جدید نظام معیشت کی طرح بازروں کو سرمایہ داروں کے رحم کرم پر نہیں چھوڑا گیا۔

3۔ مقالہ ہذا میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مارکیٹ کی نگرانی میں ریاست کی مداخلت اور اقتصادی سرگرمیوں پر ریاستی نگرانی کا طریقہ کار، جھوٹی تشہیر اور دھوکہ دہی پر ریاست کی طرف سے سخت کاروائی عمل میں لانے اور ذخیرہ اندوزی کی مختلف صورتوں کی وضاحت اور نرخ بندی کے حوالے سے ریاستی اختیارات کا تعین کیا گیا ہے۔

4۔ اقتصادی و معاشی معاملات میں ریاستی مداخلت کا شرعی جواز نہیں اور نہ ہی قیمتوں کا تعین اصولا کیا جاسکتا ہے، لیکن اگر مارکیٹ کنٹرول نہ ہو تو ریاست ذخیرہ اندوزی اور قیمتوں کے تعین میں اپنے خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے مداخلت کر سکتی ہے۔

Al Murginani, Al Hidaya:10:59.

[1] شمس الدین ابو عبداللہ بن محمد ابن القیم الجوزیۃ، الطرق الحکمیتہ فی السیاسۃ الشرعیۃ، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2005)، 1591

Shams udeen, abūabdullāh Abn e Qayyam Joziā„ Al Tūraq Alhikmiā fi asuiasa al Shariā (berout:Dār ul Kutab Al imiā,2005), 1591.

سفارشات وتجاویز

1-اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ بازاروں میں مساوی اور منصفانہ نرخوں پر بنیادی معاشی ضروریات کی فراہمی کو یقینی بنائے اور وزارت تاجروں کے ساتھ رابطے کا بندوبست کرکے انہیں خوراک کی ضروریات سے آگاہ کرکے مقامی ضرورت کے حجم کے مطابق مال برآمد کرنے پر آمادہ کرے۔

2-وزیر تجارت مقامی مارکیٹ کے حالات اور تقاضوں کے پیش نظر اشیاء خوردنی کی قلت،ذخیرہ اندوزی، مہنگائی یا کسی بھی چیز کے نرخوں میں دھوکے بازی یا کسی چیز کے اسٹاک کی وجہ سے غیر معمولی حالات پیدا ہونے کی صورت میں فیصلے صادر کرے۔

3-ریاست ہنگامی حالات میں درکار اشیاء خوردونوش کی نرخ بندی کرنے کا اختیار استعمال کرے۔

4-قانونی خلاف ورزیوں کی سزا کے طور پر ریاست مصلحت کے پیش نظر لوگوں کے مال ضبط یا جرمانے عائد کرے بشرطیکہ اس سے مقصود لوگوں کو تنبیہ کرنا ہو۔